احمد ندیم قاسمی بحیثیتِ رباعی گو

ڈاکٹر محمد رحمان☆

شاہ زمان☆☆

Ahmed Nadeem Qasmi as quatrain writer

Dr. Muhammad Rahman
Shah Zaman

Abstract:

The Quatrain style of poetry is transferred from Persian to Urdu.It is a difficult verse style in poetry.Ghalib has even faced difficulties while following this complicated verse style.The history of quatrain poetry emerged from Dabistan-e-Dakkan,which become a regular verse in Urdu poetry later on.Ahmad Nadeem Qasmi is considered one of those eminent poets who attempted writing poetry along with prose.He has excelled in fiction and column writings in prose.He is famous for writing conplets in poetry. Ahmad Nadeem qasmi has even attempted writing quatrain style of poetry.Though we do not find written record of his quatrain poetry,we may still find the examples of quatrain poetry in the collection of his poetry,"RIM JHIM".The present essay focusses on the importance of quatrain style of his poetry.

Key words:
Ahmed Nadeem Qasmi, Poetry, quatrain, RIM JHIM, Persian

کلیدی الفاظ:

احمد ندیم قاسمی، شاعری، رباعی، رم جھم، فارسی

اردو میں جو اصناف فارسی سے منتقل ہوئیں ان میں رباعی ایک مشکل صنف ہے۔ عام شاعر اس میدان میں آنے سے کتراتے ہیں۔ رباعی کی سرزمین سخت اور چیٹل میدان جیسی ہے۔ چوبیس

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

☆☆ ایم فل سکالر، شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

اوزان کی اس پر پیچ گھاٹی پر شعراء کے پاؤں پھسلتے ہیں۔ غالب جیسے شاعر نے بھی اس میدان میں ٹھوکریں کھائیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد بھی کئی نمایاں شعرا سامنے آئے لیکن رباعی گو شعرا کی تعداد خاصی محدود ہے۔ ان میں مقدار اور معیار کے لحاظ سے اچھی رباعی کہنے والے شعرا کی تعداد خاصی کم ہے۔ ان شاعروں میں شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی، حافظ لدھیانوی، عارف عبدالمتین، عبدالعزیز خالد، نصیر الدین نصیر آف گولڑہ شریف، احمد ندیم قاسمی، جامی گیلانی اور محبوب الٰہی عطا کے نام شامل ہیں۔

احمد ندیم قاسمی اردو ادب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ شاعری ہو یا نثر ان کا اسلوب ہر جگہ رواں دواں ہے۔ نثر میں انہوں نے تنقید، خاکہ نگاری اور ترتیب و تدوین میں طبع آزمائی کی لیکن ان کا خاص میدان افسانہ ہے۔ ان کے تقریباً بیس افسانوی مجموعے ان کی شہرت کا سبب بنے جبکہ شاعری میں نظم اور خاص طور پر قطعات اہم ہیں۔ اُن کی شاعری کے اہم مجموعے ''رم جھم'' میں تقریباً ساٹھ (۶۰) رباعیاں ملتی ہیں۔ یہ رباعیات دیگر شعرا کے مقابلے میں اہم ہیں۔ ویسے بھی ادب میں اصل چیز مقدار نہیں معیار ہوتا ہے۔ ورنہ غالب کے بجائے جوش بڑے شاعر شمار ہوتے۔ رباعیات کے میدان میں قاسمی صاحب کا اپنا ایک معیار ہے۔ اُنھوں نے قطعات کے حوالے سے جو تجربے کیے تھے انھیں مجتمع کر کے وہ رباعی کے میدان میں لے آئے۔ ندیم کی رباعی کے رجحانات عشق و محبت کی دینا سے نکل کر قومی و ملی رجحان سے لبریز ہو گئے۔ اس حوالے سے صابر کلوروی اور منور روف اس بات پہ متفق نظر آتے ہیں کہ ندیم کی رباعیات میں رومان کی داستانیں نہیں بلکہ قومیت اور آدمیت کا پرچار نظر آتا ہے۔[۱]

قاسمی صاحب ترقی پسند تحریک کے اہم رکن تھے۔ اس تحریک سے وابستہ شعرا کا مقصد خود نمائی کی بجائے جہاں نمائی تھا۔ جہاں نمائی تفکر کو بروئے کار لاتی ہے۔ چنانچہ ان کی شاعری میں نہ صرف تغزل بلکہ فکر کی گہرائی بھی ہے اس لیے انہوں نے رباعی میں طبع آزمائی کی اور عظیم المرتب شاعروں کی صف میں شامل ہوئے۔ رباعی میں ان کے موضوعات غلط نظامِ اقتدار، معاشی تفاوت، فریب و دھوکہ، ملیت اور قومیت اور سماج دشمنی جیسے موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔ قاسمی اپنے عہد کا نمائندہ شاعر تھا۔ ان کی رباعیات میں نظریاتی جہد وجہد کی جھلکیاں ملتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی رباعی کو ایک

توانا آہنگ ملا ہے۔ فکری اعتبار سے ان کی رباعی میں روحِ عصر موجود ہے جس میں ماضی کے مسائل موجود ہیں۔ وہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں پر نظر رکھتے ہیں۔

قاسمی رباعی کو ایسے منفرد انداز میں سامنے لائے کہ یہ موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو گئی۔ ان رباعیات میں انسان دوستی کا بول بالا ہے۔ موجودہ دور کے ظلم و ستم ان کی قوت برداشت سے باہر ہیں۔ وہ انسان کی عظمت لٹتے، خون بہتے اور تذلیل و تحقیر کو نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے انسان کی تذلیل کے خلاف یوں بات کی ہے:

اے نغمۂ اقتدار گانے والو
اے گنبد زر پہ چہچہانے والو
اسلام نے انسان کو بیچا تو نہ تھا
اسلام کے نام پر کمانے والو (۲)

ان رباعیات میں عصر حاضر اپنی بھرپور جاہ و حشمت کے ساتھ موجود ہے۔ قاسمی وطن دوستی کے لیے کوشش کرتے تھے۔ جابر اور غدار حکمران اپنے فائدے کی خاطر ملک کی سلامتی کا سودا کرتے ہیں۔ وہ ان حکمرانوں سے کہتے ہیں کہ اپنے فائدے کے لیے مادرِ وطن کا سودا مت کرو:

اے مصر کا بازار سجانے والو
نیلام پہ انسان کو چڑھانے والو
اب اپنی زلیخا ہی کو بکنے سے بچاؤ
یوسف کا جمال بیچ کھانے والو (۳)

قاسمی کی رباعی جمالیاتی عناصر سے بھرپور ہے۔ انسان ہی اس دنیا میں سب سے حسین ہے اس لیے وہ انسان کے مطالعے کے حامی ہیں۔ ندیم کی دوستی اسی مشت خاکی سے ہے۔ ندیم نعتیہ انداز میں اس کا یوں بیان کرتے ہیں:

ہر چند بلند بام کہتا ہوں تجھے
اور ساتھ ہی بے مقام کہتا ہوں تجھے
نادیدہ و نا رسیدہ ہونے پر بھی
محبوب جہاں ! سلام کہتا ہوں تجھے (۴)

قاسمی کی رباعیات میں یکسانیت نظر نہیں آتی۔ وہ ماضی کے کارناموں کے دیپ جلا کر وطن عزیز کے جوانوں کو پیغام دیتے ہیں کہ ہر تخریب کے بطن میں تعمیر ہے۔ قاسمی تلاش اور خوب سے خوب تر کی جستجو کا پیغام دیتے ہیں۔

قاسمی کے ہاں بیرون بینی شدت سے ملتی ہے۔ یہ صفت انھیں ماضی سے نکال کر مستقبل سے وابستہ کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے انسان دنیا پر چھا جانے کی دھن میں دن رات کوشاں ہے۔ ان کی یہی بیرون بینی جب دروں بینی میں ڈھلتی ہے تو وہ ان دیکھی ذات کی جستجو کرتا ہے۔ جس سے انسان ہر چیز کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ جس سے اس کے دل میں ابدیت کا چراغ روشن ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں:

واعظ کو تو مرغوب ہے خامی میری
جچتی نہیں افلاک مقامی میری
تو میرا، زمین، میری، ستارے میرے
بہتان ہے تجھ پہ ناتمامی میری
تخلیق ہوئی ہیں کائناتیں کتنی
انوار میں ڈھل چکی ہیں راتیں کتنی
سب راز اگرچہ ہیں برفگندہ نقاب
تجھ سے ابھی پوچھنی ہیں باتیں کتنی (۴)

قاسمی صاحب عزم ویقین کے حامی ہیں۔ ان کی نظر میں عزم ویقین ہی اصل کامیابی کی دلیل ہے۔ اس حوالے سے ان کے خیالات یوں ہیں:

تو حسن کو کر رہا ہے پابند ثبات
انسان کو میں دے رہا ہوں پیغام نجات
تاریکی فکر میں جلاتا ہے دیے
احساس جمال ہو کہ ادراک حیات (۶)

احمد ندیم قاسمی کی رباعی فنی طور پر بھی اہم ہیں۔ ان رباعیات میں فن اپنے پورے عروج پر نظر آتا ہے مثال:

کیوں شکوۂ تاراج چمن جاری ہے

کیوں صبح بہار پر خزاں طاری ہے
حاکم کی زباں میں اوس کہتے ہیں اسے
یہ برگِ گلاب پر جو چنگاری ہے (۷)

ندیم نے مختلف تراکیب سے اپنی رباعی کو خوبصورت بنایا ہے۔ ان کی رباعیات کا ایک انداز دیکھیے:

یوں بھی کبھی حسن مسکراتا ہے ندیم
تربت پہ چراغ ٹمٹماتا ہے ندیم
محبوبۂ مفلس کے تھکے بوسوں میں
فاقوں کا غبار کر کراتا ہے ندیم (۸)

ان رباعیات میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے مختلف صنعتیں بھی استعمال کی ہیں۔ یہ نمونے ان کے ہاں جابجا ملتے ہیں۔ ذیل کے اشعار میں صنعت مراعاۃ النظیر کا استعمال ہوا ہے:

تاریخ کے پنجر کو کفن سے نہ نکال
اس بگڑی ہوئی لاش کے ٹکڑے نہ اچھال
ماضی کے تعفن سے فضا بوجھل ہے
اے مصلح قوم اپنا تابوت سنبھال (۹)

ایک اور جگہ ہم قافیہ الفاظ استعمال کر کے صنعت ترصیع کا نمونہ پیش کیا ہے:

سورج پہ ترا احصار دیکھا میں نے
تاروں میں تیرا نکھار دیکھا میں نے
آنکھوں کو تری دید کی حسرت ہی رہی
دل سے تو ہزار بار دیکھا میں نے (۱۰)

الغرض ندیم نے چالیس سال پہلے رباعیاں لکھیں لیکن وہ آج کے حالات کی عکاسی کرتی ہیں اور آج بھی اتنی ہی اہم ہیں۔ ندیم کی رباعیات فکری و فنی خصوصیات سے بھرپور ہیں اور مقدار میں کم لیکن معیار میں بہترین ہیں۔ وہ اچھے سے اچھے رباعی گو سے پیچھے نہیں۔ اسی وجہ سے ان کو نمایاں رباعی گو شاعروں میں جگہ دی جاسکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ صابر کلوروی، ڈاکٹر و پروفیسر منور رؤف، احمد ندیم قاسمی کی رباعی، مشمولہ: ''خیابا'' شعبہ اردو پشاور یونیورسٹی سال اشاعت ۲۰۰۱ء، ص ۶۹۲

۲۔ احمد ندیم قاسمی، رم جھم، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۶۶

۳۔ ایضاً، ص ۱۸۱

۴۔ ایضاً، ص ۱۷۴

۵۔ ایضاً، ص ۱۷۲

۶۔ احمد ندیم قاسمی، مشمولہ: ''سہ ماہی فنون ندیم''، ص ۲۶۷

۷۔ احمد ندیم قاسمی، کتاب مذکور، ص ۱۷۷

۸۔ ایضاً، ص ۱۸۰

۹۔ ایضاً، ص ۱۶۵

۱۰۔ احمد ندیم قاسمی، مشمولہ: ''سہ ماہی فنون'' لاہور جنوری ۲۰۰۲ء۔ ص ۲۷۱